از: شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

حضرت امامِ اعظم ابُوحنیفہ رح

حضرت امام ابوحنیفہ رح کا مقام تولد کوفہ ہے جو عراقی شورشیں برپا ہونے کے بعد حضرت علی رض (المتوفی ۴۰ھ) کے عہدِ حکومت میں دار الخلافہ تھا جس میں سینکڑوں حضرات صحابہ کرام رض فروکش ہوئے جن کے علم و عرفان کی بارش سے لوگ سیراب ہوتے رہے۔ امام سفیان بن عیینہ رح (المتوفی ۱۹۸ھ) کا کوفہ کے بارے میں یہ مقولہ کافی ہے کہ حلال و حرام یعنی فقہ کا مرکز تو کوفہ ہے (معجم بلدان ذکر کوفہ) اور علامہ ابن سعد رح فرماتے ہیں کہ کوفہ میں تین سو ۳۰۰ وہ حضرات صحابہ کرام رض جن کو بیعت رضوان میں شرکت کی فضیلت حاصل ہوئی تھی اور جو اصحاب الشجرہ کہلاتے تھے اور ستر عدد وہ حضرات صحابہ کرام رض جو جنگ بدر میں شریک ہو کر مغفرت کا پروانہ حاصل کر چکے تھے تشریف لے گئے تھے۔ (طبقات ابن سعد ص ۴ ج ۶) اور امام عجلی رح (المتوفی سنہ ۲۶۱ھ) کے بیان کے مطابق ڈیڑھ ہزار جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رض کے نقشِ پا سے کوفہ بابرکت ہو چکا تھا (شرح نقایہ ص ۲ ج ۱)۔

اور امام نووی رح لکھتے ہیں کہ کوفہ مشہور شہر ہے جس کو حضرت عمر رض بن الخطاب کے حکم سے تعمیر کیا گیا تھا پھر لکھتے ہیں کہ وھی دار الفضل ومحل الفضلاء (نووی شرح مسلم ص ۱۸۵ ج ۱) اور وہ فضیلت کی جگہ اور فضلاء کا محل تھا۔ امام سخاوی رح المتوفی سنہ ۹۰۲ھ کوفہ میں جانے والے بعض حضرات صحابہ کرام رض کا نام لکھ کر آگے فرماتے ہیں۔ وخلق من الصحابۃ (الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص ۱۳۹ ۔ طبع دمشق)

تحصیلِ حدیث کا شوق

امام صاحب رح کے والدِ محترم کا انتقال اُن کی تحصیل علم سے پہلے ہی ہو چکا تھا مگر حضرت امام شعبی رح (المتوفی سنہ ۱۰۶ھ) کی ترغیب سے (جنہوں نے پانسو ۵۰۰ حضرات صحابہ کرام رض کے

دیدار سے آنکھیں روشن کر لی تھیں اور بہت سے حضرات صحابہ کرامؓ سے فیضِ صحبت اٹھایا اور روایات حاصل کی تھیں) حضرت امام ابو حنیفہؒ نے علمِ حدیث اور علمِ دین حاصل کرنے کا عزمِ مصمم کر لیا اور اِس وقت کے جلیل القدر محدثین عظامؒ اور فقہاء کرام سے علم حاصل کر کے بلند مقام حاصل کیا۔

شیوخِ حدیث

امام ابو حنیفہؒ نے بہت سے شیوخ اور اساتذہ سے علمِ حدیث حاصل کیا جن میں سے چند حضرات کے نام جو متعدد کتب اسماء الرجال میں مندرج ہیں یہ ہیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباح، عاصم بن ابی النجود، علقمہ بن مرثد، امام باقر، سعید بن مسروق عدی بن ثابت انصاری، ابو اسحاق سبیعی، نافع بن عمر مدنی، عبد الرحمٰن بن ہرمز الاعرج، قتادہ، عمرو بن دینار، مکحول شامی، محمد بن مسلم، اعمش کوفی، امام اوزاعی، امام شعبیؒ، ربیعہ بن عبد الرحمٰن الرائی، عکرمہ مولی ابن عباسؓ، امام زہری، ہشام بن عروہ، سماک بن حرب، سلمہ بن کہیل وغیرہ وغیرہ رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین۔

علامہ ذہبیؒ نے ان کا ترجمہ الامام الاعظم کے پیارے عنوان سے شروع کر کے ان کے کچھ شیوخ کے نام ذکر کیے ہیں اور پھر آخر میں تحریر فرمایا ہے وخلق کثیر (تذکرہ ص ۱۵۹/ج ۱) کہ ان کے علاوہ اور بہت سے شیوخ سے انہوں نے علم حدیث اور علم دین حاصل کیا ہے

علامہ ابو المحاسن الشافعیؒ نے تین سو انیس اساتذہ اور شیوخ کے نام بقید نسب لکھے ہیں۔ (عقود الجمان ص) اور امام ابو حفص ن الکبیرؒ المتوفی ۲۶۴ھ نے تو یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحبؒ نے کم از کم چار ہزار شیوخ سے حدیثیں روایت کی ہیں (بحوالہ سیرت النعمان حصہ اوّل ص ۳۲)

محدثین کا اُن پر اعتماد

بڑے بڑے آئمہ دینؒ، محدثینؒ، اور فقہاءِ اعلامؒ امام ابو حنیفہؒ پر حدیث اور باقی علوم میں کلی اعتماد کرتے تھے اور ان کی اس برتری اور تقویٰ کا کھلے لفظوں میں اقرار کرتے تھے۔

چنانچہ امام مسعرؒ بن کدامؒ (المتوفی ۱۵۵ھ) فرماتے تھے کہ میں نے علم حدیث امام ابو حنیفہؒ

کے ساتھ طلب کیا مگر وہ اس میں ہم پر غالب آگئے اور زہد وورع میں بھی وہ ہم سے سبقت لے گئے اور فقہ میں تو ان کا مقام تم سبھی جانتے ہو (مناقب ابی حنیفہؒ لعلامہ ذہبیؒ ص ۲۷)

امام مکی بن ابراہیمؒ جو الامام اور الحافظ تھے۔ ان کو احفظ اہل زمانہ کہتے تھے (مناقب الامام الاعظمؒ لصدر الائمہ المکی ص ۲۱۴ ج ۱) اور فرماتے ہیں کہ چالیس ہزار حدیثوں سے انہوں نے آثار کا انتخاب کیا تھا۔ (ایضاً)

امام عبدالقادر القرشیؒ المتوفی ۷۷۵ھ امام یوسفؒ بن قاضی ابو یوسفؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کے توسط سے

روی کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ وھو مجلد ضخم (الجواھر المضیۃ ج ۲ ص ۳۲۵)	امام ابو حنیفہؒ سے ان کی کتاب الآثار روایت کی ہے جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔

اور حافظ ابن حجرؒ ارقام فرماتے ہیں کہ

والموجود من حدیث ابی حنیفۃ مفرداً انما ھو کتاب الآثار التی رواھا محمد بن الحسن عنہ اھ (تعجیل المنفعہ ص ۲)	امام ابو حنیفہؒ کی حدیث میں مفرد کتاب کتاب الآثار ہے جو امام محمدؒ بن الحسنؒ نے اُن سے روایت کی ہے۔

اور اسی کے قریب وہ لسان المیزان ج ۵ ص ۳۱ میں لکھتے ہیں۔

حدیث کے بارے میں امام موصوفؒ کی شرطیں بڑی سخت اور کڑی تھیں چنانچہ امام سفیان ثوریؒ (المتوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ "امام ابو حنیفہؒ صرف وہی حدیثیں لیتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح اور ثقات سے مروی ہوتی تھیں" (کتاب الانتقاء ص ۱۴۲ طبع مصر لابن عبد البرؒ)

اور امام یحییٰؒ بن معینؒ (المتوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ صرف وہی حدیثیں بیان کرتے تھے جو ان کو معلوم اور یاد ہوتی تھیں (کفایہ خطیب بغدادیؒ ص ۲۳۱)

امام حاکمؒ (المتوفی ۴۰۵ھ) لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی حدیث میں یہ شرط تھی کہ راوی نے بالمشافہ حدیث اپنے شیخ سے سنی ہو اور پھر وہ اس کو یاد بھی ہو تب وہ اس کو بیان کرنے کا مجاز ہے۔ (مدخل للحاکمؒ ص ۱۵)

علامہ ابن خلدونؒ (المتوفی ۸۰۸ھ) لکھتے ہیں کہ امام موصوف علمِ حدیث میں کبار مجتہدین میں شمار ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے محدثینؒ نے ان کے مسلک اور مذہب پر اعتماد کیا ہے (مقدمہ ص ۴۴۵) اور ان کی ان شرائط کا باقاعدہ تذکرہ امام عبدالوہاب شعرانیؒ (المتوفی ۹۷۳ھ) نے بھی کیا ہے (ملاحظہ ہو المیزان الکبریٰ ص ۶۳ ج ۱ طبع مصر)

مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ (المتوفی ۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں کہ حدیث (کی قیود و شرائط) کے بارے میں جتنی تشدید و پابندی اور احتیاط امام ابوحنیفہؒ نے کی ہے اور کسی نے اس کا اتنا ثبوت نہیں دیا (تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۵)

الغرض امام صاحبؒ علمِ حدیث، فقہ، اور زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ ہی تھے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ (المتوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امامِ اعظم کوفی چنانچہ در علم دین منصبِ امامت دارد ہمچناں در زہد و عبادت امام سالکان است۔" (تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار ص ۹۳)

امام صاحب کی فقاہت

امام موصوفؒ نے جب دیکھا کہ آئے دن نئے نئے مسائل اور حوادث رونما ہو رہے ہیں اور اگرچہ تمام اصول و کلیات اور قواعد و ضوابط تو قرآن کریم اور حدیث شریف میں موجود ہیں مگر ہر آدمی کو یہ مرتبہ کہاں حاصل ہے کہ وہ فرع کو اصل پر متفرع کر کے اس سے مقیس کا حکم استنباط کر سکے۔ اس لیے بالآخر امام صاحبؒ فقہ کے مہمات میں مصروف ہوئے اور دقیق فقہی مسائل کا کافی ذخیرہ فراہم کر دیا جو ان کی دقّتِ نظر، حدّتِ ذہن، حاضر دماغی اور وسعتِ خیال کے شاہد عدل ہیں۔

چنانچہ حضرت امام شافعیؒ (المتوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال اور خوشہ چین ہیں (بغدادی ج ۱۳ ص ۳۴۶ و تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۴۹) اور نیز فرماتے ہیں کہ جو لوگ فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب سے خوشہ چینی کریں (بغدادی ج ۱۳ ص ۳۴۶)

علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں کہ:

فقہ میں ان کا پایہ اتنا بلند تھا کہ کوئی دوسرا ان کا نظیر نہیں ہو سکا اور ان کے معاصرین

نے ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے خاص طور پر امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے (مقدمہ ص۲۴) علامہ محمد طاہرؒ (المتوفی ۹۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام صاحب کی مقبولیت کا کوئی خاص راز اور بھید نہ ہوتا تو اُمت محمدیہ کا نصف حصہ کبھی ان کی تقلید پر مجتمع نہ ہوتا (تکملہ مجمع البحار ج ۲ ص ۵۴۷) یہی وجہ ہے کہ اکابر محدثینؒ اور آئمہ جرح و تعدیل جن پر حدیث کی صحت وسقم کا مدار ہے ان کی تقلید کرتے ہیں مثلاً:۔

(۱) امام یحییٰؒ بن زکریا بن ابی زائدہؒ الکوفی (المتوفی ۱۸۲ھ) جن کا علامہ ذہبیؒ الحافظ الثبت المتقن اور الفقیہ کے اوصاف سے ذکر کرتے ہیں وہ امام صاحبؒ کے مقلد تھے چنانچہ علامہ ذہبیؒ ہی ان کو صاحب ابی حنیفہؒ کے الفاظ سے یاد کرتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۴۶)

(۲) امام وکیعؒ بن الجراحؒ الکوفی (المتوفی ۱۹۷ھ) جن کو علامہ ذہبیؒ الامام الحافظ الثبت اور محدث العراق کے اوصاف حمیدہ سے ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی یفتی بقول ابی حنیفہؒ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۸۲) امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

(۳) امام یحییٰ بن سعید القطانؒ (المتوفی ۱۹۸ھ) جن کو علامہ ذہبیؒ الامام العلم اور سید الحفاظ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تکذیب نہیں کرتے ہم نے امام ابوحنیفہؒ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سُنی اس لیے ہم نے اُن کے اکثر اقوال لے لیئے ہیں۔ (بغدادی ج ۱۳ ص ۳۴۵)۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان یحیی القطان یفتی بقول ابی حنیفۃ ایضاً (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۸۲)	امام یحییٰ بن سعیدؒ القطانؒ بھی امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق فتویٰ صادر کیا کرتے تھے۔

(۴) امام یحییٰؒ بن معینؒ (المتوفی ۲۳۳ھ) جن کو حافظ ابن حجرؒ امام الجرح والتعدیل کے لقب سے یاد کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ فنِ حدیث میں وہ مرجع الخلائق تھے جس کی وجہ سے محدثین کرامؒ نے ان کی اقتدار اور خوشہ چینی کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ص ۲۸۸) علامہ ذہبیؒ ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

ان ابن معین کان من الحنفیۃ الغلاۃ فی مذھبہ	کہ امام یحییٰ بن معینؒ مذہب کے لحاظ سے غالی حنفی تھے بایں ہمہ وہ

وان کان محدثا — محدث بھی تھے۔ (الرواۃ الثقات صفحہ ۷)

ان کے علاوہ سینکڑوں محدثین کرامؒ حضرت ابو حنیفہؒ کی رائے کو بہتر اور صحیح سمجھ کر اور ان کی فقہ پر اعتماد کر کے حنفی مسلک کو قبول کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اگر امام صاحبؒ کی فقہ حدیث سے متصادم ہوتی یا اس کی بنیاد مبنی بر حدیث رسول (علی صاحبہ الف الف تحیہ) نہ ہوتی جیسا کہ غلطی سے سمجھ لیا گیا ہے تو یقین جانئے کہ امام یحییٰؒ بن زکریا، وکیع بن الجراحؒ، یحییٰ القطانؒ اور یحییٰؒ بن معینؒ جیسے اساطین حدیث اور حافظین بلکہ محافظینِ حدیث کبھی حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تقلید نہ کرتے آخر انہوں نے کچھ دیکھا ہے تبھی تو ان پر فریفتہ ہو کر اُن سے خوشہ چینی کی ہے اور ان کے مقلّد بنے ہیں۔ ؎

تری نگاہ تجلّی شناس ہو تو دیکھ
پسِ حجاب دو عالم کسی کی جلوہ گری

امام صاحب اور علم کلام

جس طرح حدیث، فقہ اور زہد و تقویٰ میں ان کا پایہ بہت ہی اونچا تھا۔ اسی طرح عقائد و کلام میں بھی ان کا رتبہ اور مقام بہت اونچا تھا۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادیؒ باوجود امام صاحبؒ پر انتہائی جرح نقل کرنے کے ان کی ذاتی خوبیوں اور علمی قابلیتوں کا انکار نہیں کر سکے اور صاف طور پر واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں کہ علم عقائد اور کلام میں لوگ امام ابو حنیفہؒ کے عیال اور خوشہ چین ہیں۔ (بغدادی ج ۱۳ ص ۱۶۱) یہی وجہ ہے کہ امام بیہقیؒ (المتوفی ۴۵۶ھ) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) اور حافظ ابن القیمؒ (المتوفی ۷۵۱ھ) وغیرہ وغیرہ علم کلام کے دقیق مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کا حوالہ دے کر اس سے اپنی تائید حاصل کرتے ہیں کتاب الاسماء والصفات، شرح حدیث النزول اور اجتماع جیوش الاسلام وغیرہ کتابوں میں اسکی تصریح موجود ہے الغرض اس فن میں بھی وہ امام ہی تسلیم کئے گئے ہیں بہر کیف حضرت امام ابو حنیفہؒ کی جلالت شان، فن حدیث میں مہارت، علم فقہ میں تفوق اور علم کلام میں انکا درجہ محدثینؒ، مورخینؒ اور فقہاء کرامؒ کیا موافق اور کیا مخالف سبھی کو مسلم ہے۔